العصر اسلامک ریسرچ جرنل

AL-ASR Islamic Research Journal

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan
E-ISSN 2708-2566   P-ISSN2708-8786
Vol.02, Issue 03 (July-September) 2022
HEC Category "Y"
https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index

Title Detail

Urdu/Arabic: حجازی معاشرے کے ثقافتی مظاہر کا تجزیاتی مطالعہ

English: **Analytical Study of Cultural Expressions of Hijazi Society**

Author Detail

1. Ghulam Mustafa
Phd Scholar Department of Fiqh and sharia
The Islamia University of Bahawalpur
Email: minqilabi123@gmail.com

2. Ulfat Jahangir
Phd Scholar Department of Islamic Thought and Civilization
School of Social Sciences and Humanities (SSH)
University of Management and Technology
Email: ulfatjahangir22@gmail.com

3. Dr. Muhammad Imran Malik
Associate Professor Baba Guru Nanak University
Email: imranmalik.ier@pu.edu.pk

How to cite:

Dr. Syed Mujeeb Ur Rehman. 2023. " احتیاط ،عصری تقاضے اور سیرت النبیﷺ،سیرت نبوی کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ: Precaution, Contemporary Requirements and Seerat E Nabvi (SAW) A Research Study in the Light of Seerat E Nabvi (SAW)". AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (3). https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/72.

Copyright Notice:
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

حجازی معاشرے کے ثقافتی مظاہر کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Cultural Expressions of Hijazi Society

Ghulam Mustafa
Phd Scholar Department of Fiqh and sharia
The Islamia University of Bahawalpur
Email: minqilabi123@gmail.com
Ulfat Jahangir
Phd Scholar Department of Islamic Thought and Civilization
School of Social Sciences and Humanities (SSH)
University of Management and Technology
Email: ulfatjahangir22@gmail.com
Dr. Muhammad Imran Malik
Associate Professor Baba Guru Nanak University
Email: imranmalik.ier@pu.edu.pk

Abstract

People of Hijaz wanted progress. Initially they live at the seacoast. They not only constructed buildings but also developed markets due to their urge for progress. They made grounds for cultural, religious and sports activities. Gradually they met with people of other nations. Businessmen came to their town. They made guest houses for them. Exchange of goods and materials started. They made arrangements to protect these trade caravan. In this way, they formed strong relations with other nations and tribes. Due to these reasons, that society became model for cultural expression. Those people lived with principles and manners. They have a strong cultural reference for their sayings and deeds.

These lines refute the objection that Hijazi society was a value less society deprived of any civilization and culture and they borrowed living principles from others because they are mannerless and uncivilized people fighting all the time with each other. Every society learns from other societies. Those who denied to learn decline with the passage of time. I tried to mention the very own cultural values and traditions of Hijazi society and those traditions that they borrowed from other societies but they made necessary amendments according to their cultural needs.

Keywords: cultural , Hijazi society , civilization , uncivilized , learns

تاریخ میں دعویٰ دائر کرنا کہ حجازی معاشرہ اندھیر نگری کا معاشرہ تھا۔ان کی کوئی اپنی تہذیب وثقافت نہ تھی۔دوسروں سے آداب واصول مستعار لئے۔روزگار حیات کوئی ڈھنگ کا نہ تھا۔رشتوں کی پامالی روز کا معمول تھا۔لڑائی جھگڑے ان کے خون میں شامل تھا۔الغرض انہوں نے زندگی گزارنے کا فن دوسرے اقوام وملل سے

سیکھا۔ تہذیب کے ارتقائی سفر کی منافی ہے۔ اس ضمن میں ابتدائی طور پر یہ غرض کی جاتی ہے کہ ہر معاشرہ دوسرے ہی سے سیکھتا ہے۔ جو معاشرہ نہیں سیکھتا ہے، وہ زوال پذیر ہوجاتا ہے۔ ذیل کے سطر میں حجازی معاشرے کے وہ تہذیبی مظاہر کا ذکر کیا جارہا ہے جو ان کے اپنی تہذیب کے تھے۔ یا دوسروں سے مستعار لی بھی ہو لیکن اس میں اپنی تہذیبی ضروریات کی بنیاد پر ترمیم کی ہو۔

ثقافت کی تعریف

ثقافت کی جامع تعریف مشکل ہے۔ لفظ ثقافت ان کلمات سے تعلق رکھتا ہے جن کے کئی معنیٰ آتے ہیں۔ اس لفظ کی تعریف اس مسمیٰ سے ممکن نہیں ہے، سوائے یہ کہ اسلامی اور مغربی علمی میراث کے آخری دور میں جہاں اس لفظ کا استعمال شروع ہوا اگرچہ اسلامی اور مغربی میراث میں اس لفظ کا مدلول مختلف ہے۔

عربی لغت اور اسلامی اصطلاح میں یہ لفظ کن معانی پر دلالت کرتا ہے، اس کو بیان کرنے سے پہلے ہم لاطینی زبان میں اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ Fazee کے مطابق:

The word Cultuer is clearly akin to the word Cultivation it means the practice of cultirating the soil the cultivating of plants and animals and hence the training of the human body and mind(12).

اسی طرح فلپ کے مطابق:

Culture Includes modes of thinking and feeling and modes of behavior(3).

انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز کے مطابق:

Culture is well organized unity divided into two fundamental aspects … a body of artificats and a system of customs… but also obiviously into further sub-divisions or unit(4)

یہاں لاطینی زبان میں لفظ ثقافت کے لیے (Cultre) استعمال ہوا ہے۔ (Cultre) اصل میں (Cultivare) تھا۔ اس کا معنیٰ زراعت کے ہیں۔ (Cultre) کا اصل (Cultivation) سے ہے، اس کے معانی و مفاہیم وسیع ہو گئے۔ اس کے بعد دوسرے معانی کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔

جسے مشق اور انگلش میں Training manual کہا جاتا ہے۔

Toeducate,cultive,culture,refine,polish;toenlighten,edify,teach,instruct(5).

ثقف، علم، ہذب، یہ ساری اصطلاحات اور معانی جس مفہوم میں استعمال کئے جائیں تا ان سے کسی چیز کی کانٹ چھانٹ، حسن اور بڑھوتری کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان معانی کو کسی مغربی کتاب میں دیکھا جائے تو وہ کو ھلر

(Kohler) ہے۔ معروف مصنف مالک بن فنئی کے ہاں لفظ ثقافت کا مفہوم (Cultre) ہے۔ سولھویں صدی جب مغرب کی نشاۃ ثانیہ ہوئی، اس وقت اس لفظ کا آغاز ہوا۔ جدید زمانے کی پیداوار ہے۔ چونکہ یورپی اور فرانسیسی گمان کرتے ہیں کہ ہم ہی تہذیب یافتہ انسان ہیں اور یورپی تہذیب ہی اصل تہذیب ہے اور یہی وہ حضارۃ الزرعۃ ہے۔ زراعت کے اعمال میں سے اگانا، کھیتی، بیج اور کٹائی شامل ہے۔ اس اہم دور میں جس پر زراعت کے لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے، وہ مجازاً کیا جاتا ہے۔

جب اس استعارے کا اطلاق معاشرے پے کیا گیا تو نیا مفہوم سامنے آیا، وہ ثقافت کا مفہوم ہے۔ انسیویں صدی کے علما ان کے مفہوم کو مسلم شدہ فلاسفی کے مفہوم کے ساتھ جوڑنے کے چکر میں ہیں۔ جو مفہوم اس زمانے میں رائج تھا، جب وہ غالب تھے۔ وہ بات جو ثقافت کے بارے میں کی جاتی ہے، ایسی چیز ہے جو خارجی اشکال کو جدا کرنے والی ہے، جو اشکالات اس مفہوم کے ساتھ مل چکے ہیں۔ جدید معاشرے کی رائے یہ ہے کہ ثقافت کے لفظ پر غور و فکر ضروری ہے۔ کیونکہ یہ وہ جز ہے جو معاشرے کے درمیان جدائی نہیں ڈالتی ہے۔ اس معاشرے میں جہاں انسان مختلف صورتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

عربی زبان میں یہ بابِ ثقف سے پاتے ہیں۔ یہ فعل قرآن کریم کے اس قوم میں وارد ہوا ہے۔ و قتلوہم حیث ثقفتموہم۔ ثقف کا لغوی معنٰی مضبوط فہم حاصل ہو جانا یا کسی چیز پر مطلع ہو جانا۔ ان دونوں معنٰی کی اصل ایک ہی ہے اور حدیث الہجرۃ میں ہو غلام لقن ثقف کے الفاظ آئے ہیں۔ یہاں اس کا معنٰی ذہین و فطین آتا ہے۔ اس سے مراد معرفت کا ثابت ہو جانا، جس کا وہ محتاج ہے اور یہی معانی اساس البلاغہ میں کئے گئے ہیں۔ ثقفنا، ادرکنا، ثقفت العلم والصناعۃ میں علم اور صناعت جلدی سیکھنا۔ ثاقفۃ، مثاقفۃ کا مطلب لاعبہ بالسلاح۔ اسلحہ کے ساتھ کھیلنا کے معنٰی میں آتا ہے۔ لسان الحجاز میں اس مفہوم کی الگ تعریف نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے ثقف الشی یعنیٰ جلدی سیکھنا، وثقف الشی میں کسی چیز کا ماہر ہو جانا۔ کتاب الرائد کے مصنف کہتے ہیں ثقف، یثقف ثقفاً و ثقافۃ کے معنٰی ماہر ہو جانا وثقف، یثقف و ثقافۃ و ثقوفۃ الشی کا مطلب ہوتا ہے چیز کو جلدی سیکھ لینا۔ ثقف، یثقف، ثقفا! کے معنٰی کسی چیز کو پالینے اور کسی چیز کے ساتھ کامیاب ہونے کے بھی ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جب تم انہیں جنگ میں پاو تو تم ان کے پیچھے سے مارو[(6)] اور اس کے معنٰی میں سے ایک یہ بھی ہے ثقف الرمح ای قومۃ، سیدھا کرنا، کانٹ چھانٹ کرنی، سیکھنا۔ ثقف، یثقف، ثقافۃ، فطن و حذق۔ فطانت، مہارت اور ثقف العم، علم کے حصول میں جلدی کی۔ ثقف الرمح، نیزہ کو سیدھا کرنا۔ ثقف و ثقفاً و ثقافۃ، ذہین، ہوشیار ہونا، فتح مند کامیاب ہونا ثقف الولد، لڑکے کو مہذب بنانا، تربیت دینا، تعلیم دینا[(7)]۔

الثقاف من النساالفطانۃ۔ "ثقف الرمح" ای قومۃ، سیدھا کرنا، برابر کرنا۔ متثقف ای ہذبہ وعلمہ، کانٹ چھانٹ کرنا۔ علم کا حصول۔ یہ دو کسی انسان میں جمع ہو جاتی ہے تو مہذب بن جاتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے فہو ثقف وہی مثقفۃ، تعلیم یافتہ مرد اور تعلیم یافتہ عورت۔ لفظ ثقافۃ کا لغوی مفہوم اس معنٰی و مفہوم سے بعید نہیں جو حجاز معاشرے کے زبانوں میں مقبول و مشہور ہے۔ لوگ عادۃً جب ثقافت کے معنٰی کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو اس فہم، مہارت کسی چیز کے متعلق معلوماتاس کی سمجھ اور اس کے معانی کی سمجھ مراد لیتے ہیں۔ ثقافۃ لغت کی اندر سمجھ، جلدی سیکھنا، حاصل شدہ معرفت کو حفظ کرنا، مہارت اور ذہانت ہے۔ ماہرین سماجیات نے ثقافت کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ رسوم و روایات، امن و جنگ کے زمانے میں انفرادی اور اجتماعی رویے دوسروں سے اکتساب کیے ہوئے طریقہ ہائے کار، سائنس، مذہب اور فنون کا وہ مجموعہ ثقافت کہلاتا ہے جو نہ صرف ماضی کا ورثہ ہے بلکہ مستقبل کے لیے تجربہ بھی ہے۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں، ای۔ بی۔ ٹیلر ثقافت کی تعریف اس طرح کرتا ہے: "ثقافت سے مراد وہ علم، فن، اخلاقیات، قانون، رسوم و رواج، عادات، خصلتیں اور صلاحیتوں کا مجموعہ ہے جو کوئی اس حیثیت سے حاصل کر سکتا ہے کہ وہ معاشرہ کا ایک رکن ہے"[(8)]۔

اسی طرح ثقافت کی تعریف میں رابرٹ ایڈفلیڈر رقمطراز ہے ":ثقافت انسانی گروہ کے علوم اور خود ساختہ فنون کا ایک ایسا متوازن نظام ہے جو باقاعدگی سے کسی معاشرہ میں جاری و ساری ہے"[(9)]۔

ثقافت کا مفہوم اور اصطلاحی تعریف

ثقافت کا سلامی اصطلاحی مفہوم سے پہلے غیر مسلم کے ہاں بیان کردہ ثقافت کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں۔ ثقافت، افکار کے مجموعے موروثی عادات کے مجموعے کو کہتے ہیں، جس پر کسی قوم کی افزائش ہوتی ہے اس قوم کے لوگ اس کی صحت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس قوم کی عقلی افزائش اور ان افکار پر انحصار کرتی ہے جو اسے باقی اقوام سے ممتاز کرتی ہے۔ آرنست بار کر نے ثقافت کی یوں تعریف کی ہے۔

ثقافت اقوام میں سے کسی قوم کی اس مشترکہ ذخیرے کو کہتے ہیں، جس پر اس قوم کا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ وہ مشترکہ ذخیرہ نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔ اس ورثے میں یہ بات قابلِ ذکر ہیں کہ دینی اقدار سے، اس قوم کے مشترکہ اقدار کے مخالفت ظاہر نہ ہو۔ مذہبی اعمال کو جو دوام اور مستقلی ملی ہوئی ہے وہ یہی عادات واطوار ہیں، جن کی بدولت تمدنی و اجتماعی امور میں دین و مذہب کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ثقافتی اقدار، مذہبی اقدار کے بغیر نہیں ہوتی ۔یہی اقدار قوموں کی مشترکہ اقدار ہوا کرتی ہے۔ عمومی طور پر یہ مشترکہ ذخیرہ اس قوم پر غالب ہوتا ہے۔ دینی عقیدہ اس مشترکہ ذخیرے اور افکار کا جز ہوتا ہے۔ جملہ محققین کے نزدیک ثقافت عرف اور بنیادی روحانی جوانب

کے مجموعے کا نام ہے، جس پر کسی قوم کی زندگی مشتمل ہوتی ہے۔مثلاً اس کی دینی تعلیمات اور اس کی مندرجات، ادب، فنونِ فلسفہ اور ان کے افکار کا منظم ہونا اور زندگی گزارنے کا طریقہ کار وغیرہ۔ یہ مختلف اصطلاحی تعریفات تھیں۔ان میں اسلامی اصطلاحی تعریف کچھیوں کی جاتی ہے کہ ثقافت اسلامی سے مراد وہ علوم اور راستے ہیں جو فرد اور معاشرے کو اسلامی رنگ میں ڈالتے ہیں اور ان کو مائل کرتے ہیں۔ موجودہ تخلیق اسے اسلامی اقدار کی طرف ایسی زندگی کی طرف جو محض عقلی معلومات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتی ہے یعنی عقلی اور وجدانی جمود کو ایسے پھیرتی ہے جیسے عقل اور وجدان کا حسین امتزاج۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم مغرب سے ثقافت کی تعریف ادھار نہیں لیتے بلکہ ہمارے لیے مستقل اسلامی تعریف کی ضرورت ہے۔ ثقافت کی یہ تعریف تمام زاویہ فکر سے حاصل ہو دیگر تمام تعریفات سے اس کو ممتاز کرے۔

آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے مطابق:

ثقافت عربی زبان کے لفظ ثقف سے نکلا ہے۔ ثقف کے معنی عقلمندی اور مہارت کے ہیں۔ کلچر انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب کسی چیز یا ذات کی ذہنی یا جسمانی نشوونما ہے۔ قوموں کی پہچان ثقافت سے ہے۔ ہر قوم کی الگ ثقافت ہوتی ہے۔ کسی قوم کی ثقافت کبھی ہو بہو دوسری قوم کی ثقافت ہوتی ہے البتہ ثقافت پر دوسری قوموں کی اقدار کا اثر ضرور ہو سکتا ہے۔ ثقافت انسان کا اظہار ہے[10]۔

تہذیب اور ثقافت میں فرق

سماجی اصطلاحات میں تہذیب اور ثقافت کے درمیان فرق کو واضح طور نہیں دیکھایا گیا۔ ثقافت کی اصطلاح 20ویں صدی میں یہ اصطلاح متعارف ہوئی۔ ان کی تعریفات اور تفریق میں عموم خصوص مطلق کا تعلق ہے۔ سماج و معاشرے کے لوگوں کا مشترکہ رسم و رواج اور ضروریات زندگی کی تحت زندگی گزارنا ہوتا ہے۔ انسانوں کا یہ تسلسلِ ضروریات آگے جا کر تہذیب کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ انسانی ضروریات کا دائرہ چھوٹا ہوتا ہے اور معاشرتی سطح پر ضروریات تہذیب بن جاتی ہے۔ اسی بنیاد پر طرز معاشرت اور طرز زندگی کا فرق بھی مانا جاتا ہے کہ ثقافت طرز معاشرت کو کہا جاتا ہے کہ جبکہ طرز زندگی میں تہذیب آتی ہے۔ اسی طرح تہذیب کسی حد تک کل کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ثقافت کو اس کے زمرے میں شامل کرتے ہیں تو ثقافت ایک جز کی حیثیت رکھے گا۔

میتھیو آرنلڈ نے ثقافت پر Culture and anarchy نامی کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں ثقافت کی تعریف کرتے ہوئے اسے Light and Sweetness کہا ہے۔ روشنی اور لطف و سرور کو بطور تمثیل استعمال

کیا گیا ہے[11]۔ روشنی روحانیت کے لیے استعمال کیا گیا۔ یعنی اپنی معاشرتی اور انسانی امور میں روشنی کی مدد سے آگے بڑھنا۔

حجازی ثقافت کی ابتداء اور خصوصیات

حجاز میں ثقافتی مظاہر سے مراد ان کی خاص طرزِ زندگی تھی، جس کی بنیاد پر وہ زندگی کو بہتر طریقے سے گزار رہے تھے۔ حجاز میں ثقافت پہلے سے موجود تھی اور جو روایات پہلے سے چلی آرہی تھی وہ ایک تسلسل کا نتیجہ تھا۔ مکہ میں خاص کر ثقافت موجود رہی۔ کیونکہ ایک مرکزی شہر ہونے کے ناتے چار دانگِ عالم سے قافلے یہاں آتے تھے اور یہیں سے گزر کے جاتے تھے۔ قافلوں کا پڑاؤ یہیں ہوتا تھا۔ مذہبی رسوم کی ادائیگی یہیں کی جاتی تھی۔ سالانہ اور موسمی تہواروں کی بدولت حجاز کے اہم دو خطے مکہ اور مدینہ ہر وقت انسانوں کے ہجوم میں رہتا تھا۔ گویا ایک مرکزی شہر ہونے کی وجہ سے اس کی تاریخی ثقافت پرانی بھی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تغیرات بھی آتے رہے ہوں گے۔

عربوں کا اپنا مزاج بھی اس نوعیت کا تھا کہ ثقافتی مظاہر کی بہتات ہو اور نت نئے مظاہر وجود میں آجائیں۔ شاعری ان کی اپنی ذہنی وفکری پیداوار تھی اور اسی شاعری کی بدولت وہ دیگر اقوام پر برتری حاصل کرنے کے لیے ان کو عجمی کہتے تھے۔ مگر اس کے علاوہ بھی دیگر علوم وفنون میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اعلیٰ معیار کے میلے منعقد کرتے تھے۔ مظاہر کے نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو ہر بت کے نام ومقام پر الگ نوعیت کے مذہبی اجتماعات ہوتے تھے۔ یہاں تک ہر بت کے ذمے جو کام منسوب کر رکھے تھے اسی مناسبت سے ان کی عبادت کی جاتی تھی اور اسی سوچ کے تحت ان کی روایات پروان چڑھتی تھیں۔

حجاز کی سرزمین کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ وہاں تہذیب وثقافت پر مبنی معاشرہ وجود میں آیا تھا۔ حجاز میں بہت ساری ریاستیں اور خطے آباد تھیں۔ ان میں مکہ اور مدینے کو خاص مقام حاصل ہے۔ مکہ ثقافت کی ابتدائی جبکہ مدینہ ہجرت کے بعد تہذیبی اور ثقافتی مظہر میں سامنے آئی۔ آبادی زیادہ ہونے کے علاوہ دیگر عوامل کی وجہ سے بھی ان دو اہم خطوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان دو خطوں پر سیر حاصل بحث سے ان کی تہذیب وثقافت سے آگاہی حاصل کرنے سے عربوں کی مجموعی حالت اور اس دور کی تہذیب وثقافت کا کا بھی کسی حد تک اندازہ ہو جائیگا۔ اسی بنا پر مقالے کے اگلے حصے میں حجاز کے ان دو اہم خطوں مکہ اور مدینے پر بحث ہو گی۔

حجاز سے ثقافت کا براہ راست گہرا تعلق ہے۔ دنیا میں بڑے کشمکش کا ایک خطہ حجاز بھی رہا ہے اور اب بھی اس سے بہت ساری تہذیبیں اور ثقافتیں جڑی جا رہی ہے۔ بنیادی طور پر حجاز کے اندر جب ثقافت پروان چڑھ رہی تھی۔ تو

اس میں تین ذرائع شامل تھے۔ قریبی ہمسایہ ممالک حیرہ اور غسان کی ریاستیں۔ یہ دونوں ریاستیں ایرانی اور رومی ثقافتوں سے متاثر تھے۔ اورانہی سے رومی وایرانی ثقافت کی نفوذ ہوئی۔ اور حجاز معاشرے پر ان کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ حجاز خطے میں تجارتی قافلوں، مذہبی تہواروں اور میلوں، بازاروں کے ذریعے بھی فنونِ لطیفہ کے اثرات پہنچے۔ قافلوں کے ذریعے قوموں کی عادتوں، ثقافتی روایات، مترجمین کے بھی ذریعے پہنچے۔ خود حجاز کے ذہین و فطین لوگ تھے، بہتر معاشرتی زندگی کے گر جانتے تھے۔ تہذیب و ثقافتی سمجھ بوجھ ان کو حاصل تھی۔ دوراندیش ہونے کے ساتھ ساتھ سفر نصیب لوگ تھے۔ مدتوں سفر میں رہتے۔ تجارتی مقاصد، مختلف زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ مختلف ممالک میں نت نئے چیزوں کو سیکھتے تھے اور واپس آکر ان کو رواج دیتے۔

ڈاکٹر خورشید رضوی لکھتے ہیں:

"روم اور اسکندریہ دونوں یونانی ثقافتوں کے وارث تھے۔ لہٰذا یونانیت کا پر تو بھی بالواسطہ ان لوگوں کی معاشرت میں موجود تھا۔ یہ لوگ کاشتکاری کے علاوہ بعض صفتوں، مثلاً اسلحہ سازی، آہنگری اور زرگری میں بھی ماہر تھے"۔[12]

جس طرح تہذیبیں ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتی ہیں، اسی طرح فنونِ لطیفہ کی زندگی اور دوام اسی سے ملتی ہیں کہ یہ اثرانگیز ہو۔ حجاز خاص کر حجاز جو اپنی سرسبز وشادابی اور تجارتی مرکز ہونے کی وجہ سے باقی ممالک سے بھی تعلقات قائم کیے ہوئے تھے۔ یہ تعلقات سیاسی نوعیت کے بھی تھے اور ثقافتی نوعیت کے بھی ہوتے تھے۔ طلوعِ اسلام سے کئی صدیاں قبل کچھ یہودی اسکندریہ اور روم سے آکر حجاز میں آباد ہوئے تھے۔ اسکندریہ اور روم کی اپنی اپنی تہذیبی و ثقافتی روایات کے علاوہ یہ دونوں یونان کے تہذیبی وراثت میں شامل تھیں۔ گویا مثلث تہذیبی اثرات نے حجاز آکر تہذیبی و ثقافتی اثرات مرتب کر دیے[13]۔ اسی طرح بابل کے بادشاہ نیبونیدوس (Nabonidus) نے گرمائی دارالسلطنت شمالی حجاز کے مقام تیما کو بنایا تھا۔ تدمر کی شامی ریاست اور حیرہ، غسان کی حجازی ریاستیں، عراق سے لے کر مصر تک قائم رہی۔ اسی طرح حجاز اور نجد کے حدود سے الجزیرہ اور شام کے حدود تک ساتھ ساتھ رہی۔ نسلی رشتوں کا بھی جوڑ تھا۔ حجاز کے انصار اور شام کے غسانی فرمانروا ایک ہی نسل سے تھے۔ انسانوں کے شروع دور میں قومیں اور آبادیاں الگ اور دور دراز علاقوں میں ہوا کرتی تھی۔ فاتحین نے، تجارنے اور رشتوں کی مدد سے قوموں کا آپس میں میل ملاپ ہوا۔ علوم وفنون کا تبادلہ ہوتا رہا۔ سیاسی اور معاشرتی زندگی نے انسانوں کو باہم ملا کر سوچ بچار اور مزید ترقی کے راستے ہموار کر دیئے۔ ایسے میں حجاز کی بستی بھی غلاموں، لونڈیوں اور علوم وفنون کا مرکز

بھی رہا۔ ان غلاموں میں فنون و ہنر کے ماہر لوگ بھی ہوا کرتے تھے۔ حجاز میں ان کی بڑی تعداد موجود رہی اور ان کے آقا ان سے اچھی خاصی خدمات لیتے تھے[14]۔

حجازی معاشرے کی ثقافت اور نمایاں خصائص

اوپر کے سطور میں یہ بات ذکر ہوئی ہے کہ حجاز کے معاشرے میں جس طرح مختلف مذاہب رہے، اسی طرح ان کے کردار سامنے آتے۔ چونکہ ہر مذہب کے ماننے والوں نے اپنی طرف سے اقدار قائم کر رکھے تھے تو ایک دوسرے کے ساتھ مذہبی، روایتی اور ثقافتی مظاہر کا میلاپ نہیں بن سکتا تھا۔ مدنی معاشرے میں ثقافت کی ابتدا تب سے ہوئی ہے جب سے حجاز میں پہلا انسان آباد ہوا۔ اس کے آباد ہونے سے حجاز کا معاشرہ وجود میں آیا۔ انسانوں کی تعداد بڑھتے ہی ان کے افکار و نظریات بڑھتے گئے۔ مذاہب میں بھی تقسیم در تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا۔

جہاں تک ان کے آپس کی زندگی میں میل میلاپ کا تصور پایا جاتا ہے وہ ذکر کرنے کے قابل ہے۔ ان کی غمی، خوشی کے لمحات آپس میں شریک تھے۔ جیسا کہ حجاز میں عام دستور تھا کہ کسی بچے کی ولادت پر پورے قبیلے والے خوشی مناتے تھے۔ کیونکہ اس سے قبیلے والوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ دوسرے قبیلے اور قبائل پر رعب جماتے تھے۔ اسی طرح نکاح کے ذریعے بھی ان کی خوشی مشترک تھی اور معاشرے پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے تھے۔ نکاح کے بغیر زندگی گزارنا حجاز میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نکاح کی مختلف شکلیں وجود میں آئی۔ ایک فرد بیک وقت کئی شادیاں رچاتا تھا۔ شادی ہی کے ذریعے دوسرے خاندان اور قبیلوں والوں کے ساتھ تعلقات بناتے تھے۔ باہمی رضامندی سے رشتہ طے ہوجاتا تھا۔ ایجاب و قبول، بارات، خطبۂ نکاح، بارات کی دعوت، دعوتِ ولیمہ اور مہر کا باقاعدہ ایک دستور اور قاعدہ بنایا تھا۔ بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

"وكانت لهم سنن متأكدة يتلاومون على تركها في مأكلهم ومشربهم ولباسهم وولائمهم وأعيادهم ودفنموتاهم ونكاحهم وطلاقهم وعدتهم وإحدادهم ،وبيوعهم ومعاملاتهم [15]".

ان رسوم کی ادائیگی لازمی طور پر کی جاتی تھی، حجاز لوگ بالخصوص مکہ کے باشندے پہلے سے رسوم کی پابندی کرتے تھے۔ خلاف ورزی یا ان کی عدم ادائیگی پر ملامت بھی کرتے تھے۔ ان کے کھانے پینے، لباس، رشتہ داری، مریض کیعیادت، مردوں کا کفندفن، نکاح وطلاق، عدت، سوگ، دعوتِ ولیمہ، عیدین اور دیگر معاشرتی، دینی لین دین اور معاملات کی باقاعدہ منظم رسمیں تھیں۔ ذیل میں نکاح کی چند اقسام کو بیان کیا جاتا ہے۔

نکاح میں پہلی قسم کا وہ نکاح تھا جسے نکاح شرعی کہا جاتا ہے۔ اس نکاح میں پہلے پیغام پہنچایا جاتا تھا۔ پیغام کے مثبت جواب ملنے پر خطبہ نکاح ہوتا تھا۔ مہر کی ادائیگی ہوتی تھی۔ یہ تمام مراحل لڑکی کا والد یا اس کا ولی سرانجام دیتا تھا۔

نکاح الاستبضاع، اس نکاح میں عورت کسی بھی مرد کو بلا لیتی اور اس سے اپنا حمل ٹھہراتی۔ نکاح الرھط میں بہت سارے لوگ یا پورے قبیلے کے لوگ اجتماعی طور پر کسی عورت سے مل لیتے۔ اولاد کی پیدائش میں مشابہت پر فیصلہ کیا جاتا اور بچہ اسی کا شمار ہوجاتا۔ الرھط لفظ تین سے زیادہ اور دس سے کم کے لیے بولا جاتا ہے۔ زیادہ تعداد کی وجہ سے اس نکاح کو یہ نام دیا گیا۔ نکاح البغاء، گھروں پر جھنڈا لگایا جاتا اور جس نے اندر داخل ہونا ہوتا تو داخل ہو جاتا۔ یہ دور جاہلیت کی ایک قسم کا نکاح تھا۔ اس نکاح میں نہ خطبہ نکاح ہوتا تھا نہ ایجاب و قبول، نہ مہر اور نہ دونوں خاندانوں کی رضامندی شامل ہوتی تھی۔ بیک وقت کئی لوگ گھروں میں داخل ہو جاتے تھے۔ اس بارے میں وہ مشہور واقعہ ہے۔ عمرو کی ماں کے بارے میں آتا ہے کہ اس کے ساتھ چار آدمیوں العاص، ابولھب، امیۃ بن خلف اور ابوسفیان نے زنا کیا تھا۔ عمرو کی پیدائش پر ان چاروں میں سے العاص کو عمرو دیا گیا۔ اس نکاح کو نکاح السفاحبھی کہتے ہیں۔ نکاح المقت، یہ وہ نکاح ہے جس میں بیٹا اپنے والد کی وفات کے بعد اسی کی بیوی (اپنی ماں) کے ساتھ نکاح کر لیتا۔ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا بھی حجاز میں رائج تھا۔ نکاح المتعۃ، میں باہمی رضامندی سے پیسوں کے عوض وقتِ معین تک نکاح کیا جاتا۔ وقت گزرنے کے بعد ان میں جدائی ہو جاتی۔ اس نکاح سے نہ میراث منتقل ہوتی تھی اور نہ ہی طلاق کی ضرورت ہوتی تھی۔ نکاح الخذن، خدن کا مطلب چوری چھپے تعلقات رکھنا۔ حجاز میں دوستی کا نکاح بھی رائج رہا۔ حجاز کا مشہور قول ہے کہ چھپے میں کوئی قباحت نہیں اور اگر کسی کو پتا چلا تو بڑی ضلالت ہوگی۔ اس نکاح میں بھی بغیر میاں بیوی بنے تعلق نبھایا جاتا تھا۔ اس میں صرف خوف کا ڈر ہوتا تھا کہ کہیں کسی کو پتا نہ چلے۔ اور اگر کسی کو پتا چل جاتا تو بڑی ملامت ہوتی۔ نکاح البدل، اس نکاح میں بیویوں کا استعمال بدلے میں ہوتا تھا۔ نکاح الشغار، اس نکاحمیں بیٹیوں یا بہنوں کو بدلے کے نکاح میں دیا جاتا تھا اور اس میں کوئی مہر نہیں ہوتا تھا۔ نکاح الإرث، اس میں مرد اپنی کسی قریبی رشتہ دار سے میراث پانے کی امید پر نکاح کر لیتا تھا۔ موت تک اسی عورت کو اپنی نکاح میں رکھتا تھا یا پھر عورت اپنا مہر دے کر الگ ہو جاتی تھی[16]۔ نکاح کے علاوہ حجازوں کی فطرت میں لڑائی بھی شامل تھی۔ لڑائی کے بغیر ان کی زندگی ادھوری سمجھی جاتی ہے۔

صحرانشین لوگ تھے۔ گزر بسر کے لیے لڑائی ان کی کمائی ہوتی تھی۔ یہ کمائی مہینوں اور سالوں تک جاری رہتی۔ جیت جانے پر خوشی منائی جاتی اور ہارنے پر افسوس وانتقام کا جذبہ بیدار ہو جاتا تھا۔ اپنے قومی ہیرو اسے گردانتے تھے جو لڑائی کے تمام داؤ پیچ کو اچھی طرح جانتا ہو۔ جنگ کے لیے جانے والوں کا رخصت کرنے کے لیے

آبادی سے دور تک گاؤں والے جاتے تھے اور واپسی پر استقبال بھی اسی جوش و خروش کے ساتھ کرتے تھے، جس جوش و خروش کے ساتھ ان کو رخصت کیا تھا۔ بزدلی دکھانے والے کی ہجو کی جاتی تھی۔ قریط بن انیف نے اپنی ہی قوم کو بزدلی کا عار دلاتے ہوئے کہا:

كأنَّ ربَّكَ لَمْ يَخْلُقْ لِخَشْيَتِه سِواهُمُ مِنْ جَميعِ النّاسِ إنْسانا[17]

میری قوم اتنی بزدل ہے کہ گویا اللہ نے اپنے خوف کے لیے صرف ان کو پیدا کیا ہے۔ اور تمام لوگوں کے خوف کا مادہ ان میں رکھا ہو۔

اسی تناظر میں حجاز کے عمومی مزاج کا پتہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی دوستیاں بھی ایسے خصلتوں والے کے ساتھ ہوتی تھی کہ:

ثلاثةُ أصحابٍ فؤادٌ مشيعٌ و أبيضُ إصليتٌ وصفراءُ عيطلُ[18].

مجھے یہ تین خصلتوں والے ساتھی کافی ہیں۔ آگے بڑھنے والا دوست جس کا دل مضبوط ہو۔ چمکدار اور تیز تلوار ساتھ ہو اور لمبی کمان پاس ہو۔

جنگی اوزاروں کے ساتھ محبت اپنی مثال آپ تھی۔ یہاں تک کہ محبوبہ کے ہم پلہ تک اس سے محبت رکھتے تھے۔ اور محبوبہ کو اپنی بہادری اسی میں دکھاتے تھے۔ دیوان الاعشٰی میں ذکر ہے کہ:

وَلَدْنٌ مِنَ الخَطّيّ فِيهِ أسِنّة ذَخائِرُ مِمّا سَنّ أبْزَى وَشرْعَبُ،[19]

خوشنما نیزہ جن میں پھول لگا ہوا تھا، میدانِ جنگ میں جب دشمن سے مڈبھیر ہو جائے۔ تو اے محبوب: تجھے پھولدار نیزے کے علاوہ بھی کوئی نیزہ پسند آئے گا؟

اسی ضمن میں عنترہ کہتا ہے:

تمسي وتصبحُ فوق ظهر حشية و أبيتُ فوق سرَاة أدْهم مُلْجَم[20]

محبوبہ گھر پر بیٹھی اپنی گدی پر صبح و شام گزارتی ہے جبکہ میں سیاہ لگام ڈالے گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھا راتوں کو صبح کر دیتا ہوں۔

حجاز میں اوس اور خزرج کے درمیان مشہور لڑائی بغاث کے اثرات پورے حجاز پر چھائے ہوئے تھے۔ تادیر لوگوں کو یہ واقعہ یاد رہا[21]۔ ان کے مقتولین، فاتحین اور قیدی لوگوں کے بارے میں اشعار کے دیوان بنائے گئے۔ لوگوں نے اس پر اپنی شاعری کی ابتدا کر دی۔ بچوں کو لڑائی کا شوق اسی واقعہ سے دلایا جاتا تھا۔

جنگ وجدل جو حجاز کا عمومی مزاج تھا اور حجاز میں بھی اپنی وقت کی مشہور لڑائیاں ہوتی رہی۔ اپنی تفاخر کو برقرار رکھنے کے لیے ان میں آباواجداد پرستی بھی نمایاں رہی۔ اپنے اباوجداد کے کہانیاں ان کی زندگی کا اہم سرمایہ رہی۔ اسی کی بدولت ان کی تاریخ زندہ رہی بھی اور تاریخ بناتے بھی گئے۔ اگلی نسلوں کو ابا پرستی کی تعلیم کچھ اس انداز سے دیتے تھے کہ ان میں غیرت ، حمیت، بہادری، جذبہِ انتقام، شجرہ نسب کا تسلسل اور دوست و دشمن کی تمیز اجاگر ہو جاتی تھی۔ عمرو بن کلثوم اپنے ایک شعر میں کہتا ہے کہ:

وَرِثنا المَجدَ، قد عَلِمتْ مَعَدٌّ، نُطاعِنُ دُونَهُ حتى يَبِينَا[22]

ہم نے عزت وشرافت معد کے خاندان کے بڑوں سے ورثے میں پائی ہے۔ اس شرافت وبزرگی کو قائم رکھنے کے لیے پوری طاقت کو استعمال کریں گے۔ حجاز میں ابا پرستی بامِ عروج پر تھی۔ اسی سے اپنی شرافت وعزت میں اضافہ کر دیتے تھے۔ اور اپنے لیے بہتر نسب والے کو پسند کرتے تھے۔ اگر ان کے ابا میں ایسا کوئی بندہ گزرا ہو تا جو غلط کردار کا مالک رہ چکا ہو تو اس کی صفائی ایسی تاویلوں سے کرتے کہ گمان ہی آجاتا وہ بڑا صحیح کردار والا گزرا ہے۔ دوسرے اچھے قبیلے والوں کے ساتھ تعلقات بھی بناتے تھے کہ اچھے ناموں میں شمار ہو جائیں۔ زہیر بن ابی سلمٰی کے اشعار اس طرف وضاحت مل جاتی ابا پرستی کے علاوہ ہر اچھے انسان سے اپنی نسبت بنا کر نیک نامی پالیں:

و أبيضَ فيّاضٍ يَدَاهُ غَمامَةٌ   على مُعْتَفيهِ ما تُغِبُّ نَو افِلُهْ
أخي ثقةٍ لا يُتْلِفُ الخمرُ   مالَهُ ولكنه قد يُهْلِكُ المالَ نائِلُهْ
تراه إذا ما جِئْتَه مُتَهَلِّلاً   كأنّك تُعْطِيه الذي أنتَ سائِلُهْ[23]

میرا ممدوح پاک باز اور سخی دل انسان ہے۔ جو لوگ اس کے پاس مانگنے آتے ہیں تو عطا کا چشمہ بہہ رہا ہوتا ہے۔ اسی ممدوح پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ شراب پانی کی طرح بہادے تو پھر بھی مال ختم نہیں ہوتا بلکہ کثرتِ سخاوت اس کے مال کو ختم کر سکے گا۔ جب کوئی سائل مانگنے کی غرض سے جائے تو اس کی خوشی اتنی دیدنی ہوتی ہے گویا تم اسے کوئی چیز بخش رہے ہو۔

حجاز، ثقافت کے معاشرتی مظاہر کی اس جھلک سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ حجاز اس حوالے سے بہت متمدن تھے۔ سماج کی رکھ رکھاؤ بہتر طریقے سے جانتے تھے۔ ثقافت کے معاشرتی مظاہر سے پتہ چل جاتا ہے کہ دوسرے ممالک سے قدرے بہتر تھے۔ سماج سے غیر متعلق امور جو حجاز کا مزاج نہیں تھا، جب بھی کہیں ظہور میں آتا تو اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جبکہ یہی امور دیگر ممالک میں حکومت کی نگرانی میں برسرِ عام کیا جاتا تھا۔ حجاز کا

تمدنی صورتِ حال اس وجہ سے بہتر رہی کہ یہاں مذہب کا عمل دخل کافی رہا۔ مذہب ہی کی آنکھ سے امور کی جانچ پڑتال کی جاتی رہی۔

روم وایران اور دیگر علاقوں کی طرح حجاز بھی اپنا ایک تمدنی روایات، شہری اصول اور تہذیب و ثقافت رکھتی تھی۔ انسان کی سرشت میں یہ شامل ہے کہ اکھٹے زندگی گزارنے کے کچھ نہ کچھ اصول ضرور ہوں گے وگرنہ بے ترتیبی اور بے اصولی میں تو ایک خاندان بھی زندگی گزار نہ سکے گی۔ امن، عزت و احترم سے رہنے کے لیے رسم و رواج، تہذیب و ثقافت اور زندگی گزارنے کے طریقے سہل اور ایک دوسروں کے لیے قابلِ قبول ہوتے ہیں۔ اگر باہم اتفاق نہ ہو تو معاشرہ درہم برہم ہو جائیگا۔

حجازوں کی تمدنی زندگی دیگر ممالک سے قدرے بہتر تھی۔ حجازوں میں شمار کی برائیاں اور معاشرتی بد اخلاقی، بد تہذیبی تھی جبکہ اس وقت دیگر ممالک وامصار میں نیکی، بھلائی اور تہذیبی اقدار گنتی کے تھے۔ حجازوں میں اخلاقی اقدار، معاشی اصول، معاشرتی ضابطے، جنگ و جدل کے اوقات اور نظام کے علاوہ اپنا اندرونی قبائلی نظام اتنا مستحکم تھا کہ اس دور میں ایسا کوئی اور مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ حجاز قوم لوگوں کا ایک ایسا اتحاد تھا جنھیں نسب اور نسل وحدت آپس میں جوڑے ہوئے تھے۔ اسی وحدت سے اس رسمی قانون نے جنم لیا جو فرد اور جماعت کے مابین رشتوں کو ان کے حقوق و فرائض کے باہمی ربط کی بنیاد پر منظم کرتا تھا۔ اور حجاز قوم اپنے سیاسی و معاشرتی نظام میں اس رسمی قانون کو مضبوطی سے اختیار کئے ہوئے تھا[24]۔ سماجی نظام میں بھی مکمل اصول کے پابند تھے۔ قبائلی سرداروں کی تعظیم و تکریم کی جاتی۔ اس کے حکم کی تعمیل ہوتی۔ اس سے اپنا قاضی و جج تسلیم کیا جاتا[25]۔ اسی طرح اقتصادی حالت بھی کافی بہتر تھی۔ قرآن مجید میں بھی ان کے اقتصادی بہتری کا ذکر کیا ہے[26]۔

انسانی معاشرہ جب اس حد تک پہنچی کہ ان میں مختلف ثقافت کے مظاہر پیدا ہو جائے تو وہاں زندگی اپنی عروج پر ہوتی ہے۔ انسانی کمالات، ہنر، صلاحیتیں اور قابلیتیں کارآمد ہو جاتی ہے چونکہ حجاز کے معاشرے میں ہر مذہب کے لوگ رہتے تھے، اس لیے ایک معاشرے میں ہونے کے باوجود ان کی ثقافت مختلف تھی۔ ان کے ثقافتی مظاہر سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ تکثیری اقوام کے باوجود وہ معاشرے کے ان مظاہر کو پروان چڑھتے دیکھتے تھے جو بظاہر دوسرے مذہب اور قبائل والوں کے لیے گراں تھے۔ اسی نکتے سے حجاز کی زندگی کو دیکھنا چاہیے، اور ان کی ثقافتی زندگی کے مظاہر کا بھی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ بالا کے سطور میں اسی تلاش کا نتیجہ نکالا۔

الغرض حجازی معاشرہ ایک ایسے خطہ سے تعلق رکھتا ہے جہاں کا انسان ترقی چاہتا ہے۔ شروع شروع میں یہ سمندر کے کنارے آباد خطہ تھا۔ ترقی پسندانہ سوچ کی نتیجے میں انہوں نے سمندر کنارے سے ہٹ کر کھلے میدان میں

نہ صرف رہاش کے لیے عمارتیں بنائی بلکہ روز گار حیات کے لیے بازار، میلے، کھیل کود اور مذہبی رسومات کے لیے کھلے میدان بھی آباد کئے۔

تاریخ اور تہذیب کا یہ رویہ ہر قوم کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہر قوم اور ملک کے باشندے دوسروں سے سیکھتے ہیں۔ سیکھنے کے اس عمل سے پہلے ان کے بارے میں یہ کہنامناسب ہوتا ہے کہ ان کی تہذیب اور ثقافت کی ارتقاہورہی ہے۔ حجاری معاشرہ بھی انہی مراحل سے گزرا۔ گویا کہ حجازی معاشرہ تہذیبی مظاہر کا نمونہ بن گیا۔ زندگی کو آداب اوراصولوں کے تحت گزارنے والے بن گیے تھے۔ ہر قول وفعل کے پیچھے ایک تہذیبی وجہ اور ثقافتی حوالہ ہوتا تھا۔

---

1. .Fazee,IslamicCulture,Bombay book House 1944,P:2,3

2. Philip Bagby, culture and history,London Logmans,1955,P80

3. .Encyclopedia of social sciences,theMaxrcnillon company Newyork, Printed in the united states of America1968,P623

4. Munir baalbaki,and Dr,Rohi baalbaki,almawarid AL-waseet Dar-E-elm lilmalayin,1996,p250

5. ۔الانفال57:8

Al Anfal8:57

6. ۔لویس معلوف، المنجد، لدہلی، فرید بک ڈپو پرائیوٹ لمیٹیڈ، 422 میٹھا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد، 1986، ص125

Awais Maluf,Al Munjid ,Leddehi,Farid Book Depot (pvt) Limited,New Delhi,422 Meetha Mehal Urdu Market Jamia Masjid 1986,page nn125

7. E.B. Tylor, Primitive culture, researches into the development of mythology, (1974) [1871], philosophy, religion, art, and custom- New York: Gordon Press,P344

8. آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا، ثقافت ur.wikipedia.org/w/index.php?search

Azad Dairat Ul Maarif Wikipedia,culture, ur.wikipedia.org/w/index.php?search.

9. آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا، ثقافت ur.wikipedia.org/w/index.php?search

Azad Dairat Ul Maarif Wikipedia,culture, ur.wikipedia.org/w/index.php?search.

10. Matthew Arnold,Culture and Anarchy, Oxford University Press , 26 February 2009,London,P239

11. رضوی، خورشید، عربی ادب قبل از اسلام، لاہور، ادارہ اسلامیات 190، انار کلی، جون 2010، ص 43

Rizvi ,Khurshid,Arbi adab qabl az islam ,Lahore,Idara Islamyat 190 Anarkali ,June 2010 p43

12. عربی ادب قبل از اسلام، ص 44

Arbi Adab Qabl Az Islam p44

13. مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم ﷺ، 1999، جلد 1، ادارہ ترجمان القرآن، اردو بازار لاہور، ص 714

Maududi,Abulala,Syed ,Serat sarwar aalam(SAW),1999,Vol1, Idara Tarjuman Ul Quran,Urdu Bazar Lahore, p714

14. الدهلوي، شاه ولي الله بن عبد الرحيم، حجة الله البالغة، بيروت لبنان، 1997، جلد 1، ادار إحياء العلوم، ص 283

Adehlvi, Shah Wali Ullah Bin Abdur Rahim ,Hujatullah ul Baligha Bervet Lebenon 1997,Vol 1 Idara Ahya Ul Uloom,pa283

15. أبو بكر محمد عبد الله، المسالِك في شرح مُوَطَّأمالک معاني الأمر بالمعروف في القران الكريم، 1993 جلد 1، دَار الغَرب الإِسلامي الطبعة الأولى، 2007، ص 50

Abubakr Muhammad Abdullah,Al Masalik Fesharh mawta Imam Malik Maani alamr Bilmaruf Felquran alkarim 1993 Vol Darul Arab alislami atibatulola 2007,p50

16. السيوطي، جلال الدين، شرح شواهد المغني، جلد 1، الناشر: لجنة التراث العربيالطبعة: 1966، ص 69

Asayuti ,Jal Udin ,Sharh Shwahid al Mughni vol 1 Anashir Lujna Aturas Alarbia Litaba,1966,p69

17. أبو علي إسماعيل بن القاسم، الأمالي في لغة العرب، جلد 3، الناشر : دار الكتب العلمية، مكان النشر : بيروتسنة النشر : 1978م، ص 209

Abu Ali Ismail Ibni Alqasim ,Alimali Fi Lughat Al Arab Vol 3 Anashir Darul Kutab Al Ilmia , Makan Unashr Bervit Sannunashr ,1978,p209

18. أحمد بن علي القلقشندي، صبح الأعشى في صناعة الإنشا، دمشق، الطبعة الأولى، 1987، الناشر: دار الفكر، جلد 12، ص 2

Ahmad Bin Al Qalqashandi Subhu Alasha Fi Kitabul Insha Damashq Atabatul ula 1978,alnashir: darulfikar, Vol12,p2

.19 عنترۃ بن شداد، دیوان عنترۃ بن شداد،(د۔ت)(د۔ط)الطبعۃ الاولی،1955ص89

Antara Bin Shadad Diwan Antara Bin Shadad, Atabatul ula 1955,p89

.20 الدکتور جواد علي، المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام، الطبعۃ الرابعۃ 2001 الناشر: دار الساقي، جلد17، ص272

Adaktur Jawad Ali Almufsil fi Tarekhil Arab Qabl Ul Islam , Atabatul rabia2001,alnashirdaraulsaq,Vol17,p272

.21 محمد بن محمد حسن، شرح الشواهد الشعرية في أمات الكتب النحوية «لأربعة آلاف شاهد شعري»، جلد3، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت-لبنان، الطبعة: الأولى، 2007م، ص274

Muhammad Bin Muhammad Hasan , Sharh ul Shwahid Fi Amat Ul Kutab anahviya Larbatulalaf Shahid Sheri .Vol3,alnashir,musist u alrisalh,beroot,labnan, Atabatul ula2007,p274

.22 محمد بن محمد حسن، شرح الشواهد الشعرية في أمات الكتب النحوية «لأربعة آلاف شاهد شعري»، جلد2، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت-لبنان، الطبعة: الأولى، -2007م، ص278

Muhammad Bin Muhammd Hasan ,Sharhul Shwahid Alshariah fi Amatul Kutab Anahviya Larbatul aaf Shahid Sheri Vol 2 Alnashir muassasatu risala bervet Lebenon , Atabatul ula2007,p278

.23 ابو سمیعہ، السیرۃ النبویہ، 1993، ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ج،1، ص60

Abu Samiha Asera anabaviya,Riyaz darulslam llinashar waltoozia,Vol1,pa60

.24 صلابی، محمد، علی، ڈاکٹر، ہادی عالم، سیرت النبی ﷺ، 2012 لاہور، مکتبہ دار السلام، مترجم محمد یونس بٹ، ج،1، ص76

.25 القریش 106:4

Al Quraish 106:4